مکتوباتِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کے اسرارِ شریعت اور معارفِ طریقت سے
بھرپور گرانقدر مجددانہ مکاتیب

(جلد اول)

مُترجم

حضرت مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور

نام کتاب	مکتوبات امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ (جلد اول)
تالیف	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمتہ اللہ علیہ
مترجم	مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ
تعداد	1000
مطبع	رضا پرنٹر
ناشر	اسلامی کتب خانہ' اردو بازار لاہور
قیمت	

ملنے کے پتے:-

مکتبہ رحمانیہ:	اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور فون: 7221395-7224228
خزینہ علم و ادب	الکریم مارکیٹ' اردو بازار لاہور فون: 7314169
مکتبۃ العلم	18-اردو بازار، لاہور فون:7231788-7225231

مکتوب ۱۰۷

چند ان سوالوں کے جواب میں جو اس طرح لکھے ہوئے تھے جن سے طعن و تعصب کی بو آتی تھی اور یہ مکتوب ان ضروری فوائد پر مشتمل ہیں جو اس طائفہ علیہ کے ایمان میں فائدہ مند ہیں۔ محمد صادق کشمیری کی طرف لکھا ہے۔

حق تعالیٰ اس طائفہ علیہ کے ایمان کی سعادت نصیب کرے۔ خط مرسلہ جو چند سوالوں پر مشتمل تھا پہنچا اگرچہ اس قسم کے سوال جن میں طعن و تعصب کی ملاوٹ ہو۔ جواب کے لائق نہیں ہیں لیکن فقیر اس سے قطع نظر کر کے جواب دینے میں پیش دستی کرتا ہے۔ اگر ایک کو نفع نہ دیں تو شاید کسی اور ہی کو فائدہ بخشیں۔

پہلا سوال یہ تھا کہ کیا باعث ہے کہ اولیائے متقدمین سے کرامات اور خرق عادات بہت ظاہر ہوتے تھے اور اس زمانہ کے بزرگوں سے کم ظاہر ہوتے ہیں اگر اس سوال سے مقصود خرق عادات کے کم ہونے کے باعث اس وقت کے بزرگوں کی نفی ہے جیسا کہ عبارت کے مضمون سے صاف ظاہر ہے تو اس قسم کے شیطانی ڈھکوسلوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

خرق عادات کا ظاہر ہونا ولایت کے ارکان میں سے نہیں اور نہ ہی اس کے شرائط میں سے ہے۔ برخلاف معجزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ مقام نبوت کی شرائط میں سے ہے۔ لیکن خوارق کا ظہور جو اولیاء اللہ سے شائع وظاہر ہے، بہت کم ہے جو خلاف واقع ہو۔ لیکن خوارق کا کثرت سے ظاہر ہونا، افضل ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ وہاں قرب الٰہی کے درجات کے اعتبار سے فضیلت ہے ممکن ہے کہ ولی اقرب سے بہت کم خوارق ظاہر ہوں اور ولی ابعد سے بہت زیادہ۔

وہ خوارق جو اس امت کے بعض اولیاء سے ظاہر ہوئے ہیں۔ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ان کا سوواں حصہ بھی ظہور میں نہیں آیا۔ حالانکہ اولیاء میں سے افضل ولی ایک ادنیٰ اصحابی کے درجے کو نہیں پہنچتا۔

خوارق کے ظہور پر نظر رکھنا کوتاہ نظری ہے اور تقلید استعداد کے کم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ نبوت وولایت کے فیض قبول کرنے کے لئے لائق وہ لوگ ہیں جن میں تقلیدی استعداد ان کی قوت نظری پر غالب ہو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تقلیدی استعداد کے قوی ہونے کے باعث نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق میں ہرگز دلیل کے محتاج نہ ہوئے اور ابوجہل لعین اسی استعداد کے کم ہونے کے باعث اس قدر کثرت سے آیات ظاہرہ اور معجزات غالبہ ظاہر ہونے کے باوجود نبوت کی دولت کے اقرار سے مشرف نہ ہوا۔

حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ان بدنصیبوں کے حق میں فرماتا ہے۔ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْکَ یُجَادِلُوْنَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اور اگر دیکھیں سب نشانیاں نہ ایمان لائیں ساتھ ان کے، یہاں تک کہ جب آویں تیرے پاس جھگڑتے تجھ سے کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی۔

باوجود اس کے ہم کہتے ہیں کہ اکثر متقدمین میں سے ساری عمر میں پانچ یا چھ خوارق سے زیادہ نقل نہیں کئے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ جو سید الطائفہ ہیں معلوم نہیں کہ ان سے دس خوارق بھی سرزد ہوئے ہوں اور حضرت حق تعالیٰ اپنے کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے ایسی خبر دیتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو روشن معجزے دیئے اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اس وقت کے مشائخ سے اس قسم کے خوارق ظہور میں نہیں آتے بلکہ اولیاء اللہ سے خواہ متقدم ہوں خواہ متاخر ہر گھڑی خوارق ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ مدعی ان کو جانے یا نہ جانے۔ ع

خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست

ترجمہ: اگر کوئی ہے خود اندھا گناہ خورشید کا کیا ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ صادق طالبوں کے کشف و شہود میں القائے شیطانی کو دخل ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کشف شیطانی کی کیفیت کو واضح کریں کہ کس طرح ہے اور اگر دخل نہیں تو کیا وجہ ہے کہ بعض امور الہامی میں خلل پڑ جاتا ہے۔ اس کا جواب اس طرح پر ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ کہ کوئی شخص القائے شیطانی سے محفوظ نہیں ہے جبکہ انبیاء میں متصور بلکہ متحقق ہے تو اولیاء میں بطریق اولیٰ ہوگا۔ تو پھر طالب صادق کس گنتی میں ہے۔

حاصل کلام یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس القاء پر آگاہ کر دیتے ہیں اور باطل کو حق سے جدا کر دکھاتے ہیں۔ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ اسی مضمون

پر دلالت کرتی ہے اور اولیاء میں یہ بات لازم نہیں کیونکہ وہ نبی کے تابع ہے جو کچھ نبی کے مخالف پائے گا اس کو رد کر دے گا اور باطل جانے گا لیکن جس صورت میں کہ نبی کی شریعت اس سے خاموش ہے اور اس کے اثبات اور نفی پر حکم نہیں کرتی۔ قطعی طور سے حق و باطل کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہے کیونکہ الہام ظنی ہے لیکن اس امتیاز کے نہ ہونے میں کوئی قصور ولایت میں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ احکام شریعت کا بجا لانا اور نبی علیہ السلام کی تابعداری دونوں جہان کی نجات کو متکفل ہے اور وہ امور جن سے شریعت نے سکوت کیا ہے وہ شریعت پر زائد ہیں اور ہم ان زائدہ امور پر مکلف نہیں ہیں۔

اور جاننا چاہئے کہ کشف کا غلط ہو جانا القائے شیطانی پر ہی منحصر نہیں ہے۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قوت متخیلہ میں احکام غیر صادقہ ایک صورت پیدا کر لیتے ہیں جس میں شیطان کا کچھ دخل نہیں ہوتا۔

اسی قسم سے ہے۔ یہ بات کہ بعض خوابوں میں حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں اور بعض ایسے احکام اخذ کرتے ہیں، جن کا حقیقت میں خلاف ثابت ہے۔ اس صورت میں القائے شیطانی متصور نہیں کیونکہ علماء کے نزدیک مختار و مقرر ہے کہ شیطان حضرت خیر البشر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا۔ پس اس صورت میں صرف قوت متخیلہ کا تصرف ہے جس نے غیر واقع کو واقع ظاہر کیا ہے۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ جب کرامات کا تصرف اور استدراج کی تاثیر نمائش اور ظہور میں برابر و یکساں ہیں تو مبتدی کس طرح پہچان سکتا ہے کہ یہ ولی صاحب کرامت ہے۔ یا یہ مدعی صاحب استدراج ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم کہ طالب مبتدی کے لئے اس تفرقہ میں ایک دلیل روشن ہے اور وہ اس کا وجدان صحیح ہے اگر اپنے دل کو اس کی صحبت میں حق تعالیٰ کے ساتھ جمع پائے گا تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ ولی صاحب کرامت ہے اور اگر اس کے برخلاف پائے گا تو وہ سمجھ لے گا کہ یہ مدعی صاحب استدراج ہے اور اگر اس بات میں کچھ پوشیدگی ہے تو عوام کالانعام کے لئے ہے نہ طالبوں کے لئے اور عوام کی پوشیدگی خواص کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس کا منشا دلی مرض اور آنکھ کا پردہ ہے بہت سی ایسی چیزیں عوام پر مخفی ہیں جن کا جاننا اس تفرقہ کے جاننے سے ضروری اور ہم اس مکتوب کو بعض ایسے

معارف کے بیان کرنے سے ختم کرتے ہیں تو جو آپ کو اس قسم کے شک و شبہ کے دور کرنے میں نفع دیں۔

جاننا چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ کے معنی جس سے ولایت اخذ کی گئی ہے۔ یہ ہیں کہ اولیاء اللہ کو وہ صفات حاصل ہو جاتے ہیں جو واجب تعالیٰ کی صفات کے مناسب ہیں لیکن یہ مناسبت اور مشارکت اسم اور عام صفات میں ہوتی ہے نہ کہ خاص معانی میں کہ وہ محال ہے اور اس میں حقائق کا انقلاب و تغیر لازم آتا ہے۔

خواجہ محمد پارسا قدس سرہ تحقیقات میں جس مقام پر تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ کے معنی بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اور صفت مَلِک ہے اور مَلِک کے معنی سب پر متصرف کے ہیں جب سالک طریقت اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے اور اس کو مغلوب کر لیتا ہے اور اس کا تصرف دلوں میں جاری ہو جاتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔

اور صفت بصیر ہے اور بصیر کے معنی دیکھنے والے کے ہیں جب سالک طریقت کی بینائی کی آنکھ بینا ہو جاتی ہے اور نور فراست سے اپنے تمام عیب دیکھ لیتا ہے اور دوسروں کے حال کا کمال معلوم کر لیتا ہے یعنی سب کو اپنے آپ سے بہتر دیکھتا ہے اور نیز حق تعالیٰ کی بصیرت اس کی نظر کے منظور ہو جاتی ہے تا کہ جو کچھ وہ کرتا ہے حق تعالیٰ کی رضامندی کے موافق کرتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔

اور صفت سَمِیْع ہے اور سَمِیْع کے معنی سننے والا جب سالک طریقت حق تعالیٰ کی بات کو خواہ وہ کسی سے سنے بلا تکلف قبول کر لیتا ہے اور غیبی اسرار اور لاریبی حقائق کو جان کے کانوں سے سن لیتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔

اور صفت مُحْیِ ہے اور مُحْیِ کے معنی زندہ کرنے والا ہے جس سالک طریقت متروکہ سنت کے زندہ کرنے میں قیام کرتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔

اور صفت مُمِیْت ہے اور مُمِیْت کے معنی مارنے والا ہے جب سالک بدعتیوں کو جو سنتوں کی بجائے ظاہر ہوئی ہوتی ہیں۔ دور کرتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

اور عوام نے تَخَلَّقُوْا کے معانی اور طرح سمجھیں ہیں۔ اس لئے گمراہی کے جنگل میں جا